شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۲۹

قربِ الٰہی کا اعلیٰ مقام

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنّہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : قربِ الٰہی کا اعلیٰ مقام

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ : ۱۶ جمادی الاُولیٰ ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۸۲ء بروز جمعۃ المبارک

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخِ اشاعت : ۲۰ ربیع الاوّل ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۲ جنوری ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080 اور +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کو ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشرو اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

ناظم شعبۂ نشرو اشاعت
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

❁❁❁❁

دیدۂ اشک باریدہ

لذتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدۂ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہوگئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اخترؔ

قربِ الٰہی کا اعلیٰ مقام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ[1]
وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ الْخَطَایَا وَالذُّنُوْبَ[2]

شہید کی ایک عظیم الشان فضیلت

مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: اَلْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ اصلی مجاہد وہ ہے جو اللہ کو راضی کرنے کے لیے اپنے نفس سے جہاد کرے۔ اور جہاد میں حلوہ نہیں ملتا ہے، غم اٹھانا پڑتا ہے، گردنیں کٹتی ہیں، خون بہتا ہے، لیکن شہید کو اتنا بڑا درجہ ملتا ہے کہ جنت سے کوئی شخص دنیا میں واپس آنے کی تمنا نہیں کرے گا سوائے شہید کے۔ جب اللہ تعالیٰ اہل جنت سے پوچھیں گے کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو دنیا میں دوبارہ جانا چاہتا ہے تو صرف شہید واپس آنا چاہیں گے، باقی کوئی آنے کو نہیں کہے گا۔ ان سے پوچھا جائے گا دنیا میں ایسا کون سا مزہ ہے جو یہاں جنت میں نہیں ہے؟ وہ کہیں گے کہ اے اللہ! آپ کے راستے میں سر کٹانے کا مزہ یہاں نہیں ہے۔

خدا سے دوری کا سبب

بہت مبارک ہے وہ شخص جو خدائے تعالیٰ کی راہ میں مشقت اور غم کو برداشت کرتا ہے اور نہایت نامبارک ہے وہ شخص جو اللہ کے راستے کے غم سے جان چھڑا کر اپنے نفس کی بات

---

[1] سنن الترمذی: ۲۹۱/۱، باب ما جاء فی فضل من مات مرابطا، ایچ ایم سعید

[2] سنن ابن ماجہ: ۲۱۸ (۲۹۳۴)، باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ، المکتبۃ الرحمانیۃ

مان لیتا ہے، نفس کو نہایت گندی چیزوں میں ملوث کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب سے خود کو محروم کر دیتا ہے۔ مشایخ نے لکھا ہے کہ انسان نفس سے جتنا قریب ہوتا ہے اتنا ہی خدا سے دور ہوتا ہے۔ انسان نفس سے کیسے قریب ہوتا ہے؟ نفس کی بات ماننے سے۔ نفس نے کہا کہ اس حسین کو دیکھ لو تو دیکھ لیا، نفس نے کہا کہ جھوٹ بول دو، جھوٹ بول دیا، غرض نفس نے جو گناہ کہا وہ کر لیا، چناں چہ انسان نفس سے قریب ہوتا ہے نفس کی بات ماننے سے۔ اسی لیے مشایخ نے لکھا ہے کہ جتنا انسان اپنے نفس سے قریب ہوتا ہے اتنا ہی خدا سے دور ہوتا ہے۔

عارضی حسن کا انجام

اب سوال یہ ہے کہ نفس سے قریب ہونے میں زیادہ فائدہ ہے یا خدا سے قریب ہونے میں؟ نوجوان لوگ کہیں گے کہ نفس سے قریب ہونے میں تو بہت مزہ آتا ہے، سینما اور ٹیلی ویژن کے پروگرام دیکھ کر آنکھوں کو خراب کرنے میں بہت لطف ہے۔ آہ کاش! اللہ تعالیٰ ہم کو عقلِ سلیم عطا فرمائے، بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ نہیں چکھا ان کی مثال ایسی ہے جیسے گندگی کے کیڑے سے پوچھا جائے کہ دنیا میں سب سے عمدہ جگہ کہاں ہے؟ تو وہ مسجد نہیں بتائے گا، کعبہ شریف نہیں کہے گا، مدینہ منورہ اور روضۂ مبارک نہیں کہے گا، وہ کہے گا کہ ہمیں تو گندگی اور نجاست کے ڈھیر میں بہت مزہ آتا ہے۔ کیوں کہ وہ اسی میں پیدا ہوا، اسی کی بدبو سونگھی، اسی کی گندگی کھائی اور اسی ماحول میں رہا ہے۔ یہ غریب مسکین نادان کیڑا کیا جانے کہ گندگی کے اس ڈھیر کے باہر کیا مزے ہیں۔ کاش! ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ مل جاتا۔ اگر ہم اہل اللہ کی صحبتوں میں اللہ کا نام لے کر ذکر اللہ کا مزہ چکھ لیتے تب معلوم ہوتا کہ ساری کائنات مُردار ہے۔ ایسا بندہ جدھر آنکھ کھول کر دیکھے گا، بندر روڈ کی سڑکوں پر یا ایمپریس مارکیٹ کی سڑکوں پر جو حسین چمک دار کھالوں میں نظر آتے ہیں اسے یہ سب لاشیں ہی لاشیں معلوم ہوں گی جو زمین کے نیچے گل سڑ کر پھٹنے والی، بدبودار ہونے والی ہیں۔ اللہ نے چند دن کے لیے ان کو چلتا پھرتا کیا ہے۔ کیا آپ کو یقین نہیں ہے کہ یہ پورے کا پورا مجمع ایک دن زمین کے نیچے ہوگا؟ اس میں کسی کو شبہ ہے؟ آج نہ صحیح سو برس کے بعد یہ سارا مجمع جو اس وقت زمین کے اوپر ہے زمین کے نیچے ہوگا اور وہاں کیا حال ہوگا؟ فقہاء

لکھتے ہیں کہ گرمیوں کے موسم میں لاش چوبیس گھنٹے کے بعد اور سردیوں کے موسم میں بہتّر گھنٹے کے بعد پھول کر پھٹ جاتی ہے، تین دن کے بعد سارا افسانہ ختم ہوگیا۔ لہٰذا اللہ والوں کو ایسے عارضی حسینوں کے حسن سے ان کے مرنے سے پہلے ہی نفرت ہوتی ہے۔

نفسانی محبت کا انجام نفرت ہے

اب میں آپ کو ایک بات اور بتاتا ہوں، مشائخ کاملین نے لکھا ہے، حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھا ہے اور مولانا رومی نے بھی اس کی تائید فرمائی ہے کہ دنیاوی محبت، نفسانی محبت کا انجام نفرت ہے۔ اس پر سارے مشائخ کا اجماع ہے، یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے، تمام مشائخ کاملین اور علمائے ربانیین کا اجماع ہے کہ جو کسی سے نفس کے لیے محبت کرتا ہے، دنیاوی غرض کے لیے محبت کرتا ہے چاہے مال حاصل کرنے کے لیے، چاہے جاہ حاصل کرنے کے لیے، چاہے حسینوں سے آنکھوں کو خراب کرنے کے لیے، کچھ دن کے بعد جب غرض ختم محبت ختم، بلکہ محبت نفرت سے تبدیل ہوجاتی ہے۔ وہ تو بے چارہ دھوکے میں تھا کہ یہ میرا مخلص ہے لیکن تھا وہ مال کا عاشق، جب صراحی سے پانی ختم ہوگیا تو گلاس لے کر بھاگ گیا؎

بوقتِ تنگ دستی آشنا بے گانہ می گردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ می گردد

تنگ دستی میں، مشکل گھڑی میں اپنے بیگانے ہوگئے، صراحی خالی ہوگئی تو پیمانہ جدا ہوگیا۔ یعنی گلاس وہاں سے بھاگ نکلا، صراحی سمجھتی تھی کہ یہ گلاس میری ذات سے محبت رکھتا ہے، لیکن معلوم ہوا اس کو پانی سے تعلق تھا۔ تو مال والی محبت کا انجام یہ ہوا کہ مال ختم ہوا، آدمی غریب ہوا تو عاشق لوگ بھاگ نکلے کیوں کہ اس کے چائے پانی، حلوہ پراٹھے کے عاشق تھے۔ ایسے ہی کوئی حسینوں کے رنگ و روپ پر عاشق ہوا، جب رنگ بدل گیا تو وہاں سے بھاگ گئے۔ حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو محبت اللہ کے لیے نہیں ہوتی، دنیا کے لیے ہوتی ہے، اس محبت کا انجام نفرت ہے، نفرت ہے، نفرت ہے۔ ایک دن نہ تم اس کو دیکھو گے نہ وہ تمہیں دیکھے گا، وہ تم سے بھاگے گا، تم اس سے بھاگو گے۔

ایک مریضِ عشق کا قصہ

کل میرے پاس بیرونِ ملک سے ایک خط آیا، وہ بے چارا حسنِ فانی کے رنگ وروپ پر عاشق ہو کر کسی کی محبت میں مبتلا ہو گیا تھا، اس نے لکھا ہے کہ میری نیند اُڑی ہوئی ہے۔ خبیث محبت میں، مردار اور مرنے والی لاشوں کے چکر میں پڑنے کی وجہ سے وہ لکھتا ہے کہ مجھے اتنا غم ہے کہ میرا غم پورے شہر پر تقسیم کر دیا جائے تو وہ غم پورے شہر کے لیے کافی ہو جائے۔ اگر اس غم سے نجات نہ ملی تو میں عن قریب پاگل ہو جاؤں گا۔ کل مجھے یہ خط تقریباً گیارہ بارہ بجے ڈاک سے ملا، حالاں کہ میں تھکا ہوا تھا لیکن ایسے خط کا جواب دینے میں اختر دیر نہیں کرتا، مصیبت زدہ کے خط کا جواب میں فوراً دیتا ہوں، چناں چہ میں نے اسی وقت جوابی خط لکھ کر رجسٹری کر دی، حالاں کہ رجسٹری کے لیے مطالبہ نہیں تھا۔ اور میں نے اس میں کیا لکھا؟ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ہے ''التکشف'' اس میں حضرت نے ڈیڑھ صفحہ پر عشق مجازی کا علاج لکھا ہے، وہ ڈیڑھ صفحہ میں نے خود نقل کیا، اس وقت میرے پاس کوئی دوست نہیں تھا کہ میں اس سے لکھواتا، حالاں کہ بہت ضعف تھا، لیکن میں نے خود لکھا کہ شاید کسی بندے کی خدمت میری مغفرت کا بہانا ہو جائے۔ ایسا غم زدہ شخص جو پاگل ہونے کے قریب ہو، ایسا غم زدہ شخص جو کہتا ہو کہ اگر میرا غم پورے شہر پر تقسیم کیا جائے تو پورے شہر کے لیے کافی ہو جائے گا، کیا ایسے شخص کی دستگیری اور راہ نمائی نہ کی جائے؟ میں نے لکھ دیا کہ میں تمہیں وہ جواب لکھ رہا ہوں جو حکیم الامت مجدد الملت نے اپنے مریضوں کو لکھا تھا، جو اس مرض کے لیے سو فی صد مفید، سو فی صد مجرب ہے۔ یہ دوا اگرچہ کڑوی ہے مگر پی جاؤ، ان شاء اللہ! شفا ہو جائے گی۔ اور میں نے ''التکشف'' کا حوالہ کیوں لکھا؟ کیوں کہ حوالہ لکھنے سے، اپنے بڑوں کی طرف نسبت کرنے سے بات کا وزن اور بات کی قیمت بڑھ جاتی ہے، اگر میں حضرت تھانوی کا حوالہ نہ لکھتا تو ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں شیطان وسوسہ ڈالتا کہ یہ تو چھوٹا موٹا پیر ہے، پتا نہیں اپنی طرف سے ایسے ہی لکھ دیا ہے۔ لہٰذا میں نے حکیم الامت مجدد الملت کی کتاب ''التکشف'' کا حوالہ اور اس کا صفحہ نمبر ۵۷ بھی لکھ دیا۔ آپ جانتے ہیں اس کا کیا اثر ہو گا؟ حکیم الامت کے نام کا حوالہ دیکھ کر ان شاء اللہ! وہ اس پر عمل

کرے گا۔

یہ علاج حکیم الامت کا بتایا ہوا ہے، جس مجدد الملت کی برکت سے لاکھوں لوگ ولی بن گئے، بڑے بڑے گناہوں کی نجاستوں میں غرق لوگ نہ یہ کہ ولی ہوئے بلکہ ولی گر بھی ہوئے، نہ یہ کہ صالح ہوئے بلکہ مصلح یعنی صالح بنانے والے ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت کو ایسا اللہ والا بنایا تھا کہ ان میں نجاست میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو نکالنے کی صلاحیت پیدا کردی تھی۔ اللہ والوں کی روح میں ایسی طاقت ہوتی ہے کہ یہ روح اپنی طاقت سے اپنے جسم کو بھی اور دوسروں کے جسموں کو بھی گناہوں کی دلدل سے نکال لیتی ہے۔ شاعر کہتا ہے؎

جسم کو اپنا سا کر کے لے چلی افلاک پر
اللہ اللہ یہ کمال روح جولاں دیکھیے

میرے دوستو! روح کی دوڑ اور روح کی پرواز کی طاقت بہت عجیب و غریب ہے۔

روح کی کوئی بیماری لاعلاج نہیں

آپ حضرات سے بڑے تجربے کی بات عرض کرتا ہوں کہ روح کی کوئی سی بیماری ہو مایوس نہ ہوں، نااُمید نہ ہوں چاہے بارہا شکست کھاچکے ہوں، اکھاڑے میں پٹخنی کھا گئے ہوں، پٹخنی کہتے ہیں چت کردینا، ہار جانا۔ انسان بارہا نفس اور شیطان سے مقابلے میں ہارا ہوا ہو اسے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ سو فی صد وثوق کے ساتھ، اللہ پر سو فی صد بھروسہ کرکے کہتا ہوں کہ کسی اللہ والے سے تعلق قائم کرلو پھر کہنا کہ اختر کیا کہتا ہے؎

مجھے سہل ہوگئیں منزلیں کہ ہوا کے رُخ بھی بدل گئے
تیرا ہاتھ ہاتھ میں آگیا کہ چراغ راہ کے جل گئے

میں اس موقع پر اسی شعر کو پڑھتا ہوں۔ یہ نہ سوچئے کہ بار بار ایک ہی بات کہتا ہوں، میرے دوستو! اگر آپ کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو کیا بار بار ذکرِ محبوب سے عاشق گھبراتا ہے؟ اسی لیے میں اپنے بزرگوں کی باتیں سناتا ہوں، جو اللہ میرے دل میں ڈال دیتا ہے۔

القائے مضامین کے لیے ایک مجرب عمل

مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے سوال کرنے پر کہ حضرت! وعظ کے وقت کیا وظیفہ پڑھوں کہ وعظ کے لیے اچھے اچھے مضمون دل میں آجائیں میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھو پھر سات مرتبہ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ﴿۲۵﴾ وَ یَسِّرْ لِیْۤ اَمْرِیْ ﴿۲۶﴾ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ﴿۲۷﴾ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ﴿۲۸﴾ [۳] پڑھو اور اللہ سے دعا کرکے بیٹھ جایا کرو۔ میں بھی یہی کرتا ہوں، پھر جو اللہ دل میں ڈال دے۔

ہدایت اللہ کے فضل پر موقوف ہے

ہدایت تو اللہ دیتا ہے، نئے نئے مضمون میں ہدایت کی خاصیت نہیں ہے، ہم لاکھ کتابوں کے حوالے دیں اور صفحہ نمبر بھی بیان کردیں لیکن خدا چاہے تو بلا حوالہ معمولی سی، سادہ سی بات پر ہدایت دے دے۔ جب اللہ ارادہ کرتا ہے تو چیونٹی کو ہاتھی کے مار ڈالنے کا بہانا بنا دیتا ہے۔ جب ہاتھی چلتا ہے تو اپنی سونڈ سے پھونک مارتا ہوا چلتا ہے تاکہ کوئی چیونٹی اس کی سونڈ میں نہ گھس جائے، اگر ہاتھی کی سونڈ میں چیونٹی گھس جائے تو پھر وہ بہت پریشان ہوتا ہے، بچتا نہیں ہے، اس لیے بڑا محتاط رہتا ہے۔ ہاتھی جیسے بڑے جانور کو چیونٹی سے اتنا خوف ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہیں تو چیونٹی سے ہاتھی کو گرادیں، اللہ کا فضل اگر ہوجائے تو نفس کا ہاتھی کتنا ہی تگڑا ہو آدمی کو ہرا نہیں سکتا۔ بس سارا معاملہ ان کے فضل پر ہے۔ اسی لیے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اھْدِنَا
لَا افْتِخَارَ بِالْعُلُوْمِ وَالْغِنَا

اے فریادوں کی فریاد سننے والے! ہم کو ہدایت عطا فرمادیجیے، ہم کو اپنے علوم پر کوئی فخر نہیں

۳؎ طٰہٰ: ۲۸،۲۵

ہے، اپنے علوم کی وجہ سے ہم آپ کی رحمت سے مستغنی نہیں ہوسکتے، ہمارے عمل کے لیے ہمارا علم کافی نہیں ہے، اپنے علوم پر عمل کے لیے ہم آپ کی توفیق کے محتاج ہیں۔ مولانا رومی نے اہل علم کو عجیب نصیحت فرمائی ہے کہ شمس و بازغہ، صدرا اور ملّا حسن پڑھ کر یہ نہ سمجھنا کہ ہم بھی حسن ہوگئے، حسن بننے کے لیے اللہ کا فضل چاہیے۔ تو مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے فریادوں کی فریاد سننے والے! ہم کو اپنے علم پر کوئی فخر نہیں، ہم اپنے علم کی وجہ سے آپ کے فضل سے مستغنی نہیں ہیں۔ یہاں غنا کے معنیٰ مال داری نہیں استغنا ہے۔ اور فرمایا؎

غالبی بر جاذباں اے مشتری
شاید ار درماندگاں را واخری

مولانا رومی کہتے ہیں کہ اے تمام کھینچنے والوں پر سب سے زیادہ طاقت رکھنے والے یعنی دنیا میں ہمیں جتنے کھینچنے والے ہیں یا کھینچنے والیاں ہیں، مذکر ہیں یا مؤنث ہیں، غالبون ہیں یا غالبات ہیں، جاذبون ہیں یا جاذبات ہیں، مولانا فرماتے ہیں کہ اے اللہ! آپ سب پر غالب ہیں، آپ کی طاقت سب پر غالب ہے، اِنَّ اللّٰہَ اشۡتَرٰی مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَنۡفُسَہُمۡ[1] اے ہماری جانوں کے خریدنے والے! کائنات میں جتنے کھینچنے والے ہیں آپ سب پر غالب ہیں، آپ کی طاقت سب پر غالب ہے، شاید کہ اس عاجز اور مغلوب بندے کو آپ کا کرم خرید لے۔ سبحان اللہ! جسے اللہ خرید لیں تو ان کے خریدے ہوئے سودے کو کون خراب کرسکتا ہے؟ جب اللہ ہمیں خرید لے، اپنی رحمت سے اپنا بنالے، خدا جسے اپنا بنانے کا فیصلہ کرلے پھر کون ہے جو اللہ کے سودے میں اور اللہ کی امانت میں خیانت کرسکے۔ اسی لیے سالکین کرام نے، ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ اللہ سے رونا اور گڑگڑانا شروع کیا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی کی کتب کا فیض

تو یہ مثنوی کا کتنا عمدہ شعر ہے۔ اسی لیے میں روزانہ مثنوی کا ایک شعر پڑھاتا ہوں۔ میں نے منگل کے دن عصر سے مغرب تک یہ نظم رکھا ہے کہ حضرت حکیم الامت تھانوی کی

---

[1] التوبۃ:۱۱۱

کتاب حیاۃ المسلمین اور تعلیم الدین لفظاً بہ لفظاً سناتا ہوں، اس دن تقریر نہیں کرتا، اس کا فیض عجیب و غریب ہے۔ اس منگل کو جب میں نے حیاۃ المسلمین اور تعلیم الدین پڑھی جس میں اصلاحات کی باتیں ہیں، آج تک اس کا نور محسوس ہو رہا ہے۔ جس کی کتاب ہوتی ہے اس مصنف کا نور بھی اس کتاب میں ہوتا ہے۔ اس کو معمولی نہ سمجھیے کہ یہ کتاب اردو میں ہے، یہ دیکھیے کہ اس کا مصنف کون ہے؟ آپ حضرات بھی اپنے اپنے گھروں میں حیاۃ المسلمین، تعلیم الدین اور حضرت حکیم الامت کی کتابیں پڑھنے کا معمول بنالیں چاہے ایک صفحہ ہی روز پڑھیں، اس سے بہت فیض اور بڑا نفع ہوتا ہے۔ اسی طرح ''التکشف''میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے عشقِ مجازی کا علاج لکھا ہے، اس میں پہلا نمبر یہ ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کے لیے دو رکعت صلوٰۃ الحاجت و صلوٰۃ التوبہ پڑھو اور اللہ سے گڑگڑا کر روؤ، اللہ سے اپنے نفس کی اصلاح کے لیے دعا مانگو۔

راہِ سلوک کے حقوق

راہِ سلوک میں ان سالکین کے لیے سو فی صد کامیابی ہے جو اپنے مربی سے اصلاحی تعلق قائم کر کے انہیں اپنی حالت کی اطلاع کرتے ہیں۔ بعض لوگ ایک مرتبہ حالت بتاتے ہیں پھر جواب سن کر خاموش بیٹھ جاتے ہیں کیوں کہ جواب پر عمل کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، لہٰذا مایوس ہو کر یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ اب ہمارے لیے نجات کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے، اس مربی کو پھر لکھو کہ آپ نے جو علاج لکھا ہے اس پر عمل کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ اگر آپ نے اس علاج کے مطابق کچھ عمل کر لیا اور کچھ پر عمل نہیں کر پا رہے تو اس کے متعلق بھی لکھو۔ اور اگر بالکل عمل نہیں ہو رہا ہے، کلی نفی ہے تو کلی نفی ہی لکھ دو کہ جتنا آپ نے علاج لکھا ہے میرا اس پر بالکل عمل نہیں ہے۔ غرض اپنی ہر حالت کی مربی کو اطلاع کرو، چاہے آپ ساری زندگی ناکام ہوتے رہیں اور آپ کو بظاہر کوئی کامیابی نظر نہ آئے لیکن آپ لکھتے رہیں اور عمل کرتے رہیں، جان کی بازی لگا کر عمل کریں پھر دیکھیں کیسے نفع نہیں ہوگا، مگر جان کی بازی لگادیں، جیسے کسی انسان کو معلوم ہو جائے کہ اسے ٹی بی ہو گئی ہے یا

گردے میں پتھری ہوگئی ہے، اب کڑوی دوا پینی پڑے گی۔ تو کچھ بھی ہو جائے ہمت سے کام لے کر وہ دوا پیتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمت کے اندر بہت اثر رکھا ہے۔ انسان ہمت کرلے، ارادہ کرلے کہ آج سے یہ کام نہیں کروں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے، زیادہ سے زیادہ جان چلی جائے گی اور کیا ہوگا؟ جس دن جان دینے کی نیت کرلوگے تو اللہ میاں جان نہیں لیں گے بلکہ ان شاء اللہ کامیابی ہو جائے گی۔ لہٰذا جان دینے کی نیت کرلو کہ گناہ نہیں کرنا چاہے گناہ نہ کرنے کے غم سے جان چلی جائے، پروا نہیں، دے دیں گے جان۔

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

دنیا میں اصلاحِ نفس کرانے کی ضرورت

بس مرنے سے پہلے پہلے اپنی اصلاح کی تکمیل کرلیجیے کیوں کہ قیامت کے دن دو قسم کے لوگ جنت میں جائیں گے، ایک وہ جو یہاں اصلاح کرکے، یہاں توبہ کرکے اپنے کو پاک کرچکے، ایسے پاکیزہ بندوں کو جنت میں دخول اوّلیں عطا ہوگا یعنی فوراً جنت میں چلے جائیں گے اور جنہوں نے اپنی اصلاح نہیں کرائی، نجاستوں سے پاک نہیں ہوئے پھر جہنم میں ان کا تزکیہ اور تہذیب ہوگی، مسلمانوں کو تعذیب نہیں ہوگی۔ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ جو گناہ گار مسلمان دوزخ میں جائے گا وہاں اس کی تہذیب ہوگی تعذیب نہیں ہوگی، تعذیب خاص ہے کفار کے لیے، مسلمانوں کے لیے عذاب نہیں ہے چوں کہ جنت پاک جگہ ہے لہٰذا وہاں گناہ گار مسلمانوں کو دوزخ کی آگ سے پاک کرکے بھیجا جائے گا۔ بتائیے! آپ میں سے کسی کی دوزخ کی آگ سے پاک ہونے کی نیت ہے؟ دوزخ کی آگ سے پاک ہونا چاہتے ہو یا کچھ دن یہاں اللہ والوں کے ناز اٹھاکر، ان کی ڈانٹ ڈپٹ برداشت کرکے، جرمانہ کی تھوڑی سی رقم ادا کرکے، نگاہ بچانے کا تھوڑا غم برداشت کرکے پاک صاف ہونا چاہتے ہو؟ اگر حسینوں سے نظر بچانے سے نفس گھبرائے تو کہہ دو کہ دوزخ کی آگ سے پاک ہونے کے بجائے یہیں پاک ہوجاؤ کیوں کہ اس آگ کی برداشت ہم میں نہیں ہے۔

اطاعت اور نافرمانی کی خاصیتوں کا فرق

جو شخص اللہ کی کسی بھی نافرمانی میں مبتلا ہو، چاہے شوہر کی نافرمانی ہو، چاہے بیوی کے حقوق میں زیادتی ہو، چاہے اپنے بڑوں کے ساتھ بے ادبی کرتا ہو، غرض اللہ تعالیٰ کی کسی قسم کی بھی ناراضگی والا عمل کرتا ہو اس کی زندگی پریشانی میں رہے گی، ایسے لوگ ہمیشہ بے چین اور بدحواس رہتے ہیں، یہ اللہ کی نافرمانی کا خاصہ ہے۔ اللہ کی نافرمانی کا خاصّہ بے سکونی اور پریشانی ہے اور اللہ کی فرماں برداری کا خاصّہ سکون اور اطمینان ہے۔

جو چیز مرکز سے قریب ہوتی ہے پُر سکون ہوتی ہے، مرکز سے دور ہو جائے تو سکون چھن جاتا ہے۔ بتاؤ! مچھلی کا مرکز کیا ہے؟ پانی ہے۔ پانی میں اس کو سکون ملتا ہے یا نہیں؟ اگر سمندر میں طوفان آیا ہو تو مچھلی کبھی شکایت کرتی ہے کہ آج کل سمندر میں طوفان آیا ہوا ہے ہمیں یہاں سے نکال کر ڈھاکہ کی شاہی مسجد یا لال باغ کے مدرسے میں داخلہ دے دو۔ کتنا ہی طوفان ہو لیکن مچھلی کا مرکز چوں کہ پانی ہے اس لیے وہ پانی ہی میں رہنا چاہے گی۔ ایسے ہی ہماری روح کا مرکز اللہ ہے، ہم اللہ سے قریب رہیں گے تو بلاؤں کا احساس بھی نہیں ہوگا ان شاء اللہ! کیوں کہ ہم مرکز سے وابستہ ہیں۔ اسی لیے ایک شاعر کہتا ہے کہ ؎

وہ تو کہیے کہ تیرے غم نے بڑا کام کیا
ورنہ مشکل تھا غمِ زیست گوارا کرنا

یعنی اے اللہ آپ کی محبت کے غم نے تو بڑا کام بنا دیا کہ سارے غم آسان ہوگئے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک ذرہ غم عطا ہوتا ہے اس کو دنیا کے سارے غم آسان ہو جاتے ہیں۔ حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تیرے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غمِ دو جہاں سے فراغت ملے

اے اللہ! اگر آپ کی محبت کا غم ہمیں عطا ہو جائے تو دونوں جہاں کے غم سے چھٹی مل جائے۔

ذکر میں کمیت اور کیفیت دونوں مطلوب ہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اللہ تو کرتے ہیں لیکن ہمیں سکون نہیں ملتا۔ تو بات یہ ہے کہ جیسے آپ کو ایک گلاس پانی کی پیاس ہے اور آپ نے ایک گلاس پانی منگایا لیکن کوئی شخص دھوپ کا گرم پانی لے آیا تو کیا پیاس بجھے گی؟ حالاں کہ مقدار تو صحیح ہے، کمیت تو صحیح ہے مگر کیفیت نہیں ہے، ہر چیز کامل ہوتی ہے اپنی کمیت اور کیفیت کے ساتھ پھر پورا اثر دکھاتی ہے۔ ذکر اللہ تب کامل ہوگا جب مقدار بھی پوری کرو، اللہ کا نام ان کی محبت کی کیفیت سے لو۔ جیسے سخت پیاس میں ٹھنڈا پانی پیو تو رگ رگ میں طراوت محسوس ہوگی، بال بال سے شکر نکلے گا۔ اور گرم پانی پیوگے تو کیا دل سے اللہ کا شکر ادا ہوگا؟ لہٰذا اللہ کا نام محبت سے لینا سیکھو، اور اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کے ساتھ رابطہ قائم کرو، ان کے پاس آنا جانا رکھو۔

اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی ایک شان

خدائے تعالیٰ کے عاشقوں کی شان یہ ہے کہ جو ان کے پاس آتا جاتا ہے، اٹھتا بیٹھتا ہے اللہ میاں اس کو بھی اپنا عاشق بنادیتے ہیں۔ یہ عجیب متعدی بیماری ہے، اس بیماری کے جراثیم متعدی ہیں، عشق مولیٰ کی بیماری عجیب بیماری ہے مگر ایسی پیاری بیماری ہے کہ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ؎

زیں مرض خوشتر نباشد صحتے
خوب تر زیں سم نہ دیدم شربتے

میں صحت کو اللہ کی محبت اور عشق کی بیماری سے بہتر نہیں سمجھتا، میں تو اس صحت کے عوض اللہ کے عشق کی بیماری خریدنا چاہتا ہوں، اس تندرستی کے بدلے مجھے اللہ کے عشق کی بیماری لگ جائے، اور میں اس زہر سے بہتر کوئی شربت نہیں پاتا ہوں۔ اگر کوئی اللہ کی محبت کے شربت کا نام زہر رکھ دے تو میں کسی شربت کو اس زہر سے بہتر نہیں پاتا ہوں، کیوں کہ وہ زہر تھوڑی ہے، شربت کا نام زہر رکھنے سے کیا وہ زہر ہو جائے گا؟

اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی یہ خاص صفت ہے کہ ان کے پاس آنے جانے والے کو اور محبت کے ساتھ ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے والے کو بھی اللہ اپنا عاشق بنالیتے ہیں۔ آپ تاریخ دیکھ لیں کہ دنیا میں اللہ کے جتنے عاشق ہوئے ہیں وہ کسی عاشق کی صحبت میں رہے ہیں۔

صحبتِ صالحین کا اثر

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ حضرت بابا فرید الدین عطار کے زمانے کے بزرگ تھے، یہ علامہ شبلی نعمانی نہیں ہیں جنہوں نے سیرت شبلی لکھی ہے، یہ چھ سو برس پہلے کے بزرگ ہیں۔ جب آپ حضرت شبلی کی سوانح پڑھیں گے تو یہی ملے گا کہ یہ وہ شبلی ہیں جن کو جنید بغدادی نے بنایا تھا، یہ دو برس اپنے شیخ حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں رہے تھے۔ پہلے زمانے میں لوگ دو دو سال تک اپنے مشائخ کی خدمت میں رہتے تھے۔ آج ہم لوگ آٹھویں دن آکر جمعہ کی تقریر سن کر چاہتے ہیں کہ بس ایک گھنٹے میں ولی اللہ ہو جائیں۔ مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا ابرار الحق صاحب، حضرت قاری طیب صاحب، مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا خیر محمد صاحب، ڈاکٹر عبد الحیّ صاحب اور حکیم الامت حضرت تھانوی کے جتنے خلفاء گزرے ہیں کیا یہ لوگ تھانہ بھون میں ایک گھنٹے کی مجلس سے اتنے بڑے ولی اللہ بنے تھے؟ یہ لوگ حضرت تھانوی کی خدمت میں چالیس چالیس دن رہتے تھے، حضرت کے ساتھ سفر میں، حضر میں اتنا رہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ[۵] کی تفسیر کا عملی نمونہ بن گئے۔ علامہ آلوسی سید محمود بغدادی اپنی تفسیر روح المعانی میں کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی تفسیر فرماتے ہیں خَالِطُوْھُمْ لِتَکُوْنُوْا مِثْلَھُمْ[۶] اللہ والوں کے ساتھ اتنا رہو کہ ان ہی جیسے ہو جاؤ۔ آہستہ آہستہ ویسی ہی خشیت، ویسی ہی محبت، ویسا ہی درد تم کو بھی عطا ہو جائے۔

جمال ہمنشیں در من اثر کرد

گناہوں کی لذت میں ذلت ہے

تو میرے دوستو! اللہ کے خاص بندوں کے ساتھ رابطہ رکھو، ان کی خدمت میں آنا

---

۵ التوبة:۱۱۹

۶ روح المعانی:۱۱/۵۶، التوبة (۱۱۹)، دار احیاء التراث، بیروت

جانا رکھو، صحبتِ صالحین کی برکت سے نہ صرف یہ کہ گناہ چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے بلکہ اللہ کے نام کی مٹھاس سے زندگی مزیدار بھی ہو جاتی ہے۔ جو نفس گناہوں کا مزہ چاہتا ہے وہ مزہ نہیں ہے سزا ہے، وہ لذت نہیں ہے ذلت ہے۔ اور اللہ کے نام میں عزت بھی ہے اور لذت بھی، سکون بھی ہے اور اطمینان بھی اور دل میں برکت، صحت میں برکت، رزق میں برکت ہوتی ہے۔ واللہ کہتا ہوں کہ تقویٰ کی برکت سے قلب و روح کو وہ اطمینان نصیب ہوتا ہے کہ دنیا ہی میں گویا جنت بن جاتی ہے۔ اس پر خواجہ صاحب کا ایک شعر پیش کرتا ہوں، فرماتے ہیں ؎

میں دن رات رہتا ہوں جنت میں گویا
میرے باغ دل میں وہ گل کاریاں ہیں

اللہ وہ پھول ہے جو نہ کبھی مرجھائے نہ جس کو موت آئے، اور اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے بھی کبھی نہیں مرجھاتے ہیں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

تا ابد از دوست سبز و تازہ ایم
او بہارِ نیست کو را دے رسد

میں اپنے دوست کی برکت سے قیامت تک ہرا بھرا رہوں گا کیوں کہ میرا دوست مرنے والا نہیں ہے، میرا اللہ غیر فانی ہے، میں اللہ کے تعلق کی برکت سے ہمیشہ ہرا بھرا رہوں گا، سرسبز رہوں گا، سوکھوں گا نہیں۔ یہ وہ بہار نہیں ہے جس کو خزاں چھولے، یہ دنیاوی تعلق نہیں ہے کہ یہ بھی بڈھا ہو گیا وہ بڈھی بھی ہو گئی، لڑکا نانا میاں ہو گیا اور لڑکی نانی اماں ہو گئی، اب عاشق صاحب وہاں سے بھاگے۔ ارے مرنے والو! کہاں جاتے ہو؟ اب مرو ان حسینوں کے بڑھاپے پر، اگر مرنا ہی ہے تو خدا پر مرو۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **فِی الْحَدِیْثِ اِیْمَاءٌ اِلٰی اَنَّ مُدَاوَمَةَ ذِکْرِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ تُوْرِثُ الْحَیٰوۃَ الَّتِیْ لَا فَنَاءَ لَھَا کَمَا قِیْلَ اَوْلِیَاءُ اللہِ لَا یَمُوْتُوْنَ وَلٰکِنْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰی دَارٍ** [۷] اللہ کے ذکر میں لگو اللہ کے ذکر سے

---

۷ مرقاۃ المفاتیح: ۱۳۸/۵، باب ذکر اللہ عزوجل، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

روحانی حیات عطا ہوگی کیوں کہ یہ اَلْحَیُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ کا ذکر ہے، زندہ حقیقی کا ذکر ہے جس کو موت نہیں آتی، اس کا ذکر کرنے والے بھی ہمیشہ زندہ رہتے ہیں، ایسی حیات عطا ہوتی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتی۔

تقویٰ کے دو انجن

ایک چیز اور بتادوں، بڑے نکتے کی بات یاد آگئی ہے، جن کو اپنی اصلاح کی فکر ہے ان کو سمجھانے کے لیے ایک مثال دیتا ہوں، جب کوئٹہ ریل جاتی ہے اور پہاڑی پر چڑھتی ہے تو دو انجن لگتے ہیں، ایک انجن آگے لگتا ہے اور ایک انجن پیچھے لگتا ہے۔ جس کے نفس میں بہت زیادہ شرارت اور بدمعاشیاں گھسی ہوئی ہیں، اللہ کا راستہ طے کرنا اسے پہاڑ کی طرح دشوار گزار معلوم ہورہا ہو تو اسے بھی دو انجن لگانے چاہییں، اس کا طریقہ بھی بتاتا ہوں۔ قرآنِ پاک کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ [۸] اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور اہل اللہ کی صحبت میں رہو۔ اور دوسری آیت ہے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ تم پر رمضان کا روزہ اس لیے فرض کیا گیا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ [۹] تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ تو معلوم ہوا کہ تقویٰ حاصل کرنے کا ایک انجن اہل اللہ اور متقین کی صحبت ہے اور دوسرا انجن رمضان المبارک ہے۔ لٰہذا اگر رمضان کا مہینہ کسی اللہ والے کے یہاں گزار لو تو ایک انجن كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا حاصل ہوگیا اور ایک انجن رمضان کا مل گیا، ڈبل انجن کی برکت سے تیس ہی دن میں دیکھو کیا سے کیا ہوجاؤ گے ان شاء اللہ! پھر یہ شعر پڑھوگے ؎

تونے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

رمضان المبارک میں شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم کے یہاں بارہ بارہ سو آدمی معتکف ہوتے ہیں۔ چوں کہ رمضان میں طالب علموں کی چھٹی ہوتی ہے لٰہذا رمضان کسی اللہ والے کے یہاں گزار لو، مجھے امید ہے جب رمضان میں دو انجن لگ جائیں

۸؎ التوبۃ:۱۱۹
۹؎ البقرۃ:۱۸۳

گے یعنی رمضان کا انجن اور صحبتِ صالحین کا انجن تو بہت نفع ہو گا ان شاء اللہ۔ بہر حال اس کو ہمیشہ یاد رکھیے کہ صالحین کی صحبت میں رمضان گزارا جائے۔ میری چشم دید گواہی ہے حضرت مولانا ابرار الحق صاحب خلیفہ ہوتے ہوئے ہر دوئی سے چل کر اعظم گڑھ گئے، حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں پورا رمضان گزارا حالاں کہ وہ خود حضرت تھانوی کے خلیفہ تھے، شیخ، عالم، حافظ اور قاری تھے، لیکن یہ اللہ کے حریص، عاشق الٰہی ہوتے ہیں، چاہتے ہیں کہ اور آگے بڑھ جاؤں اور زیادہ ترقی کروں۔

صحبتِ بد کا اثر

میں نے یہ جو حدیث آپ حضرات کے سامنے پڑھی تھی اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ، اصلی مجاہد کون ہے؟ ملّا علی قاری نے اس کی شرح میں لفظ مجاہد کے آگے لفظ حقیقی بڑھا دیا، اَلْمُجَاهِدُ الْحَقِيْقِيْ یعنی اصلی مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے[۱۰] اور اللہ کو ناراض نہ کرے، اللہ کے غضب و قہر سے ڈرتا رہے کہ معلوم نہیں کس وقت عذاب آجائے۔ جب میں بچپن میں کریما پڑھتا تھا تو ایک حافظ بھی میرے ساتھ تھے لیکن صحبت بُری مل جانے سے کالج کی ہوا لگ گئی اور کالج نے تقویٰ پر فالج گرا دیا، داڑھی صاف ہو گئی، اپ ٹو ڈیٹ ہو گئے۔ خراب صحبت بہت بُری چیز ہے۔ ایک دیہاتی نے کہا کہ میرے آم کے درخت کی شاخ سے نیم کی شاخ لگ گئی تھی تو سارا آم کڑوا ہو گیا۔ بُری صحبت یہ اثر دِکھاتی ہے۔ اور اچھی صحبت کے اثرات دیکھیے کہ لنگڑے آم کی پیوند کاری سے دیسی آم لنگڑے آم بن جاتے ہیں ایسے ہی تنگڑے دل یعنی اللہ والے دل کی صحبت سے خراب دل تنگڑے دل بن جاتے ہیں۔

راہِ خدا میں جوانی فدا کریں

اصلاح کراتے وقت یہ مت سوچو کہ ابھی تو جوانی ہے، یادِ خدا میں جوانی کون فدا

---

[۱۰] مرقاۃ المفاتیح: ۱۰۸/۱، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

کرے؟ ایسا نہ کہو، جوانی ہی تو خدا پر فدا کرنے کی چیز ہے۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری شرح بخاری میں حدیث نقل کی ہے کہ جو جوان اللہ کی فرماں برداری میں اپنی جوانی فنا کردے، اپنے عیش و لذت اور آرام کو اللہ کے نام پر قربان کردے۔ قیامت کے دن اللہ اس کو اپنے عرش کا سایہ دے گا جس دن کوئی اور سایہ نہ ہو گا۔ کتنی مبارک ہے وہ جوانی جو اللہ کی یاد میں گزر جائے۔ اختر اس جوان کو، اس جوان کے قدم اور اس جوان کی پیر کی خاک کو بوسہ دینے کے لیے تیار ہے۔ جو جوان اللہ کی یاد میں اور اس کی فرماں برداری میں لگ جائے۔ جو اللہ کے راستے کے غم کو حلوہ سمجھ کر کھالے، ان کے راستے کے کانٹوں کو پھولوں کی طرح پیار کرے۔ اگر نگاہ بچانے میں دل پر غم آگئے تو خود کو مبارک باد پیش کرو، اس وقت اپنے دل سے کہو کہ اے دل مبارک ہو تجھے کہ تجھے اللہ کے راستے میں غم اٹھانے کا موقع ملا، اے دل مبارک ہو تجھے یہ کانٹا خدا کے راستے کا کانٹا ہے جس کو ساری دنیا کے پھول سلامی دیں تو بھی اس کانٹے کی عظمت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ جب نظر کی حفاظت کی توفیق ہو جائے تو ایسے موقع پر اپنے دل کو مبارک باد پیش کیا کرو۔

افادیتِ صحبتِ اولیاء

تجربہ کی ایک بات عرض کرتا ہوں کہ اہل اللہ کے پاس آنے جانے سے یہ نہ سمجھیے کہ آپ بالکل معصوم ہو جائیں گے، ذکر اللہ کی پابندی سے، اللہ والوں کے پاس آنے جانے سے نفس تھوڑا مہذب تو ہو جائے گا لیکن کبھی کبھار تھوڑی شوخی بھی کرے گا، کبھی گردن ہلائے گا، کبھی گرانے کی کوشش کرے گا لیکن گرا نہیں پائے گا ان شاء اللہ۔ لہٰذا اللہ والوں کے پاس آنا جانا رکھیے اگرچہ آپ کے ارادے ٹوٹتے رہیں، توبہ ٹوٹتی رہے مگر اہل اللہ کی صحبت کو نہ چھوڑو، ان کا بتایا ہوا ذکر مت چھوڑو، ان کا بتایا ہوا جرمانہ ادا کرتے رہو، چاہے اللہ کے راستے میں گرتے پڑتے رہو، جو گرتا پڑتا چلتا رہے گا وہ بھی منزل پر پہنچ جائے گا۔

حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں سے ہیں، ان کا خیر المدارس ملتان میں مدرسہ ہے، ایک دن فرمایا کہ دیکھو اہل اللہ سے جڑے رہو، وہ جو کچھ وظیفہ بتائیں اس کو پڑھتے رہو، اگر تم نفس پر غالب نہ آسکے، مغلوب

رہے، توبہ ٹوٹتی رہے پھر بھی منزل تک پہنچ جاؤ گے ان شاء اللہ۔ اور اس کی عجیب وغریب مثال دی، فرمایا کہ دیکھو لاہور سے ریل گاڑی چلی، اس میں ائیر کنڈیشنڈ ڈبہ بھی ہے، فرسٹ کلاس کے ڈبے بھی ہیں اور ایک ایسا ڈبہ بھی ہے جس کے اسکرو ڈھیلے ہیں، چوں چوں بول رہا ہے، سیٹیں پھٹی ہوئی ہیں، کرسی ٹوٹی ہوئی ہے، بیت الخلاء میں ٹونٹی بھی نہیں ہے لیکن انجن کے ساتھ لڑکھڑاتا ہوا، گرتا پڑتا چل رہا ہے تو جہاں ایئر کنڈیشنڈ اور فرسٹ کلاس کے شاندار ڈبے کراچی پہنچیں گے وہیں یہ ٹوٹا پھوٹا ڈبہ بھی کراچی پہنچ جائے گا۔

میرے دوستو! اہل اللہ کی صحبت کو غنیمت سمجھو، ان کے ساتھ لگے لپٹے رہو، ان شاء اللہ خدا کے پاس محروم نہیں جاؤ گے۔ یہ تجربہ کی بات عرض کر رہا ہوں کہ کوئی کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ اہل اللہ کی صحبت اور ان کی دعاؤں کی برکت سے بالآخر اسے توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے، یہ ہے اہل اللہ کی کرامت۔ ان کے پاس آنے جانے والا محروم نہیں ہوتا لہٰذا ہمت سے کام لیتے رہو، اور اللہ والوں سے لگے لپٹے رہو۔ لیکن فرسٹ ڈویژن پاس ہونے کی کوشش کرو۔ چوں چوں والے ڈبے کی مثال سن کر کہیں آپ یہ ہی نہ طے کر لیں کہ میں وہی چوں چوں والا ڈبہ بن جاؤں، یہ اللہ کے راستے کی بہت ہی ناقدری ہوگی، آپ فرسٹ کلاس کا ڈبہ بنیے۔

فرسٹ کلاس کا ڈبہ بننے کے لیے شیخ کو اپنے پورے حالات کی اطلاع کیجیے، گناہوں سے پورا پورا پرہیز کیجیے اور پوری پوری غذا کھائیے یعنی ذکر اللہ کا انتظام بھی کیجیے، صحبتِ اہل اللہ کا اہتمام بھی کیجیے اور گناہوں سے پرہیز کا انتظام بھی کیجیے، پھر ان شاء اللہ! آپ ایئر کنڈیشنڈ اور فرسٹ کلاس ڈبے کی طرح باعزت طریقے سے آرام کے ساتھ ٹھاٹھ سے منزل پر پہنچیں گے۔

اللہ کی محبت حاصل کرنے کا نسخہ

میں یہی کہتا ہوں کہ اللہ کی محبت سیکھ لو، یہی ایک چیز سیکھو لو، پھر سارے گناہ خود ہی چھوٹ جائیں گے، محبت میں اللہ نے یہ اثر رکھا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

از محبت تلخ ہا شیریں شود

محبت سے سب کڑوی چیز میٹھی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ابھی گناہ چھوڑنا بہت کڑوا لگ رہا ہے، بہت

مشکل لگ رہا ہے لیکن جب اللہ کی محبت دل میں آجائے گی تب جان کی بازی لگا کر خوشی خوشی سب گناہ چھوڑنے کا غم برداشت کرلو گے، کیوں کہ محبت میں اللہ نے یہ خاصیت رکھی ہے۔ کوئی محب اپنے محبوب کو ناراض کرنا نہیں چاہتا، وہ یہ نہیں سوچتا کہ یہ صغیرہ گناہ ہے یا کبیرہ گناہ ہے، وہ تو یہ دیکھتا ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ میاں ناراض ہوجائیں گے۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ دل میں اللہ کی محبت پیدا کرو پھر ان شاء اللہ! گناہ چھوڑنا آسان ہوجائے گا۔

حکیم الامت مجدد الملت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں یہ خاصیت ہے کہ جو اللہ کے عاشقین ہیں وہ تو یہ دیکھتے ہیں کہ گناہوں کی وجہ سے میں اللہ سے دور ہوجاؤں گا، عاشق ڈنڈے سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا دوری سے ڈرتا ہے، عاشق حضوری کا زیادہ حریص ہوتا ہے اور دوری سے بہت ڈرتا ہے کہ میں اپنے محبوب سے دور ہوجاؤں گا، وہ مجھے گیٹ آؤٹ کردے گا، نکال دے گا۔ جو اللہ کے عاشقین ہیں وہ دوزخ کے خوف سے زیادہ سے یہ خوف رکھتے ہیں کہ گناہ مجھے اللہ سے دور کردے گا، میں اپنے مالک سے، اپنے پیدا کرنے والے مولیٰ سے دور ہوجاؤں گا، لہٰذا میں یہ گناہ کو نہیں کروں گا، یہ گناہ مجھے اللہ سے دور کردے گا۔

اس لیے میرے دوستو! میں یہی کہتا ہوں کہ اللہ کی محبت سیکھ لو۔ مگر یہ محبت ملتی کیسے ہے؟ اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے تین باتوں سے۔ حکیم الامت کے وعظ سے یہ بات نقل کررہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے تین چیزوں سے:

۱) ذکر اللہ کی پابندی کرنے سے۔

۲) اہل اللہ کی، عاشقین خدا کی صحبت اختیار کرنے سے۔

۳) اللہ کے انعامات کا استحضار کرنے سے۔

یعنی اللہ کے انعامات کو سوچنا کہ اس نے ہمیں انسان پیدا کیا، سور اور کتا پیدا نہیں کیا، ہندو پیدا نہیں کیا، یہودی پیدا نہیں کیا، مسلمان گھرانے میں پیدا کیا، حافظ، عالم، مولوی بنایا۔ غرض جس کو جو نعمت حاصل ہو وہ اس کو سوچے اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ اللہ کا عشق کیسے پیدا ہوتا ہے؟ حضرت تھانوی اس وقت جوان تھے، انیس بیس سال کی عمر میں

کان پور پڑھانے گئے تھے۔ بزرگ نے فرمایا کہ مولانا اشرف علی اپنی دونوں ہتھیلیوں کو آپس میں رگڑو، انہوں نے رگڑا تو فرمایا کہ اور رگڑو، انہوں نے اور رگڑا یہاں تک کہ گرمی معلوم ہونے لگی، پھر فرمایا کہ اور رگڑو، جب اور رگڑا تو کہا کہ حضرت اب تو ہتھیلی آگ ہوگئی ہے، اب زیادہ نہیں رگڑ سکتا، فرمایا یہی ہے ذکر اللہ۔ بار بار اللہ اللہ کہنے سے دل میں رگڑ لگتی ہے، اس رگڑ سے اللہ کے عشق و محبت کی آگ لگ جاتی ہے۔ اسی لیے اہل اللہ کثرت سے لا الٰہ الا اللہ کا ذکر بتاتے ہیں کہ اس سے اللہ کی محبت پیدا ہوگی۔

اصلی مجاہد کون ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ فِیْ طَاعَۃِ اللہِ ملّا علی قاری نے مجاہد کی تعریف کی ہے اَلْمُجَاھِدُ الْحَقِیْقِیُّ[۱۱] یعنی اصلی مجاہد کون ہے؟ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَہٗ جو اپنے نفس سے مجاہدہ کرے، جہاد کرے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جب میں نفس کے خلاف کرتا ہوں تو نفس بھی مجھے پریشان کرتا ہے۔

ہے شوق ضبطِ شوق میں دن رات کشمکش
میں دل کو دل ہے مجھ کو پریشاں کیے ہوئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مُجَاھَدَۃٌ کا لفظ باب مُفَاعَلَۃٌ سے استعمال فرمایا ہے، باب مفاعلہ کی خاصیت ہے کہ فعل کا صدور دونوں فریقین سے ہو۔ اگر نفس آپ کو پریشان نہ کرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مُجَاھَدَۃٌ باب مفاعلہ کیوں استعمال کرتے؟ اگر آپ کو آسانی سے اللہ مل جاتا اور نفس کچھ پریشان نہ کرتا، آپ نفس سے کہتے خبردار اس کو مت دیکھو اور نفس کہتا بہت اچھا جناب۔ اگر ایسا ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم باب مفاعلہ سے مجاہدہ نہیں فرماتے، اَلْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ میں جَاھَدَ باب مفاعلہ کا صیغہ ہے یعنی نفس تم کو پریشان کرے گا اور تم نفس سے لڑائی لڑتے رہوگے، جہاد کرتے رہوگے، مجاہدہ دونوں طرف سے ہوگا، نفس بھی تم کو تنگ کرے گا اس کو برداشت کرو کیوں کہ یہ محنت اللہ کے راستے کی ہے، اس پر شکر

---

[۱۱] مرقاۃ المفاتیح: ۱۰۸/۱، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

ادا کرو، جو محنت گناہ حاصل کرنے کے لیے ہے وہ لعنت کی محنت ہے اس محنت پر لعنت برستی ہے۔ جو انسان گناہ حاصل کرنے کے لیے محنت کرتا ہے، آنسو بہاتا ہے، پریشان رہتا ہے اس پر ہر لمحہ اللہ کا غضب، اللہ کا قہر، اللہ کی لعنت برستی ہے۔ جس کو اللہ کے راستے میں نفس تنگ کررہا ہے، پریشان کررہا ہے، کہتا ہے کہ حسینوں کو دیکھ لو، مگر وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہیں دیکھوں گا، ہر وقت اسی کشمکش میں ہے، اس پر اللہ کی رحمت برستی ہے۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ **اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللهِ** کی شرح میں فرماتے ہیں کہ نفس سے جہاد جہادِ اکبر ہے، اور نفس کو گناہ نہ کرنے دینے کا نام جہادِ اکبر ہے۔ فرمایا **رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ**[۱۲] جہادِ اصغر تو جہادِ اکبر کا صدقہ ہے، اس کا طفیلی ہے۔ اصل جہاد تو جہادِ اکبر ہے۔ جو نفس سے جہاد نہیں کرے گا وہ جہادِ اصغر کیا کرے گا، کافروں سے جہاد کیا کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے جہاد کرنے، گردن کٹا دینے، شہید ہوجانے کو جہادِ اصغر یعنی چھوٹا جہاد قرار دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کافروں سے لڑ کر، شہادت کے جام نوش کرتے ہوئے ایک جہاد سے واپس ہورہے تھے، وہاں سے کتنے صحابہ واپس ہوئے اور کتنے وہیں شہید ہوگئے، تو آپ نے فرمایا **رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ** ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں یعنی اب نفس سے لڑائی رہے گی۔ جہادِ اکبر کا درجہ جہادِ اصغر سے زیادہ کیوں ہے؟ اس لیے کہ جہادِ اصغر میں تلوار لگی، گردن کٹی اور آپ کو مجاہدے سے چھٹی مل گئی۔ اور جہادِ اکبر کا مجاہدہ، نفس سے مجاہدہ ساری زندگی کا ہے، آدمی ساری زندگی تلوار کھارہا ہے، اندر ہی اندر اپنی حرام خواہشات کا خون کررہا ہے۔

قلب کو قرب کا اعلیٰ مقام کیسے نصیب ہوتا ہے؟

لوگ کہتے ہیں کہ اگر میں نے حرام خواہشات پر عمل نہ کیا تو میرے دل کی یہ خواہش، یہ خوشی تباہ ہوجائے گی لیکن میں سچ کہتا ہوں اس تباہ شدہ دل میں اللہ کا اتنا زیادہ نور

۱۲؎ مرقاۃ المفاتیح: ۱/۱۰۶، کتب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

داخل ہوتا ہے کہ شاعر کہتا ہے ؎

نہ مے کدہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلی دلِ تباہ میں ہے

جو دل اللہ کی یاد میں، ان کے عشق میں تباہ ہو جائے یعنی جو انسان اپنی حرام و ناجائز خواہشات پر عمل نہ کرے، اپنی خواہش برباد کر دے، تو اس میں تسمیۃ الظرف باسم المظروف ہے یعنی حرام خواہشات، نافرمانی اور نالائقی کی خواہشات تو تباہ ہوئیں لیکن اس سے دل نہیں تباہ ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ حدیث اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ[۱۳] میں مظروف کی تباہی کو ظرف کی تباہی تسلیم کیا یعنی حرام خواہشات کی تباہی کو دل کا شکستہ ہونا تسلیم کیا، اس دل کو اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ کا مقام دے دیا کہ ہم ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتے ہیں۔ جس نے اپنی بُری خواہشوں کو توڑ دیا اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو اپنے قرب کا اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں گے۔

کامل مہاجر کون ہے؟

میں نے جو حدیث پڑھی تھی اَلْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ الْخَطَایَا وَالذُّنُوْبَ اصلی مہاجر کون ہے؟ یہاں لفظ مہاجر کی شرح ملّا علی قاری نے اَلْمُھَاجِرُ الْکَامِلُ سے کی ہے، اس کی شرح حقیقی سے نہیں کی، مہاجر کی شرح کامل سے کی کہ کامل مہاجر وہ ہے مَنْ ھَجَرَ اَیْ تَرَکَ الصَّغَائِرَ وَالْکَبَائِرَ جو گناہ چھوڑ دے۔ اس حدیث کی شرح ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد نمبر ایک، صفحہ ایک سو آٹھ پر کی ہے کہ خَطَایَا کی شرح ہے صغائر یعنی چھوٹے گناہ اور اَلذُّنُوْبُ کی شرح ہے کبائر یعنی بڑے گناہ یعنی کامل مہاجر وہ ہے جو چھوٹے بڑے سب گناہوں کو چھوڑ دے۔[۱۴] یہ نہیں کہ ایک ہزار میل سے ہجرت کر کے آئے اور کنز الدقائق کے حقائق پڑھ رہا ہے مگر دل میں گناہوں کی خباثتیں گھسی ہوئی ہیں۔

---

[۱۳] التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف، ص: ۱۶۳، المکتبۃ المظہریۃ

[۱۴] مرقاۃ المفاتیح: ۱/۱۰۸، کتاب الایمان، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

حضرت **عمرو ابنِ عبسہ** رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! **اَیُّ الْھِجْرَۃِ اَفْضَلُ** کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ہجرت افضل ہے جس میں بندہ ان باتوں کو چھوڑ دے **مَا کَرِہَ اللّٰہُ**[۱۵] جو اللہ کو ناپسند ہوں۔ جو اللہ کی ناپسندیدہ باتوں کو چھوڑ دے وہ اصلی مہاجر ہے، ایسے ہی شخص کو علم کی برکت، علم کی مٹھاس، علم کا نور عطا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم کے مظاہر

اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم وہ صفت ہے جس سے جبرئیل علیہ السلام کی تربیت کی گئی ہے اور جس سے جملہ انبیائے کرام کی تربیت کی جاتی ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے حکایاتِ اولیاء اس میں ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پہلی دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات کی، **اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ**[۱۶] کے نزول کے وقت غارِ حرا میں جب آپ نے پہلی بار حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو آپ پر خوف طاری ہوا، آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ سے فرمایا **زَمِّلُوْنِیْ، زَمِّلُوْنِیْ**، مجھے چادر اڑھاؤ۔[۱۷] تو یہ خوف حضرت جبرئیل کا نہیں تھا بلکہ خود آپ پر اپنی کمالِ عظمت منکشف ہوگئی تھی، اپنے حسن و جمال کا معراج نظر آیا تھا۔ بعض لوگ اتنے حسین ہوتے ہیں کہ آئینہ دیکھ کر اپنے ہی حسن سے بے ہوش ہوجاتے ہیں۔ تو حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ کے جاہلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی عظمت منکشف نہیں ہوئی تھی، جب اپنا ہم جنس پایا، جب حضرت جبرئیل سے ملاقات ہوئی تب آپ پر اپنا مقامِ عظمت اور مقامِ نبوت منکشف ہوا۔ چوں کہ حضرت جبرئیل کی تربیت صفتِ علم سے ہوئی ہے اور انبیاء کی تربیت بھی صفتِ علم سے ہوتی ہے تو صفتِ علم کی قدر مشترکہ ہونے کے باعث جب آپ کو اپنا ہم جنس نظر آیا اس وقت آپ پر اپنے مقام کا

---

۱۵ سنن النسائی، ترک رفع الیدین فی القنوت فی الوتر

۱۶ العلق: ۱

۱۷ صحیح البخاری: ۲/۱(۳)، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، المکتبۃ المظھریۃ

انکشاف ہوا، آپ کو اچانک اپنے مقام کی اتنی بلندی نظر آئی کہ آپ پر خوف طاری ہو گیا۔ اس کو حاجی امداد اللہ صاحب ایک مثال سے سمجھاتے ہیں کہ بکری چرانے والا ایک چرواہا شیر کے بچے کو پکڑ کر لے آیا اور بکری کے بچوں میں شیر کا بچہ چھوڑ دیا۔ اب شیر سمجھ رہا ہے کہ میں بھی بکری ہوں، ایک دن جب پانی پینے دریا میں گیا اور دریا کے پانی میں اپنی شکل دیکھی پھر بکریوں کا منہ دیکھا تو اس نے کہا کہ ارے میں تو کچھ اور ہوں، آئینۂ آب میں شیر کی شیریت اس پر منکشف ہو گئی پھر جو اس نے دھاڑ ماری تو بکریوں کے کلیجے دہل گئے۔ تو آئینۂ جبرئیل کے آتے ہی، اپنے ہم جنس کے پاس آتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی معرفت کا انتہائی بلند مقام منکشف ہوا۔ ورنہ اس سے تو یہ لازم آتا کہ نعوذ باللہ! حضرت جبرئیل علیہ السلام سے آپ کا درجہ کم تھا اس لیے آپ پر خوف طاری ہو گیا، حالاں کہ یہ بات نہیں ہے، اپنا ہم جنس پا کر خود آپ پر اپنے کمالات منکشف ہو گئے۔ اللہ اکبر! اہل اللہ کے کیا عمدہ جوابات ہوتے ہیں۔

گھر والوں کی اصلاح کا نسخہ

آج کل ہمارے یہاں دو اجتماعات ہو رہے ہیں، ایک تو جمعہ کے دن ہوتا ہے جس میں میں تقریر کرتا ہوں اور اپنے بزرگوں سے جو باتیں سنی ہیں وہ سناتا ہوں، اور کبھی مضمون کی آمد نہیں ہوتی تو کتاب بھی پڑھ دیتا ہوں لیکن منگل کے دن عصر سے مغرب کی مجلس کا وقت رکھا ہے، اس میں صرف حکیم الامت کی کتابیں مثلاً حیاۃ المسلمین، تعلیم الدین، بہشتی زیور وغیرہ پڑھ کر سناتا ہوں۔ حیاۃ المسلمین میں بیس مضمون ہیں، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی مغفرت اور بخشش کی امید صرف حیاۃ المسلمین سے ہے۔ حالاں کہ حضرت ڈیڑھ ہزار تصانیف کے مصنف ہیں، تفسیر بیان القرآن، التکشف، اعلاء السنن جیسی بڑی کتابوں کے مصنف ہیں لیکن فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی مغفرت کی امید حیاۃ المسلمین سے ہے۔ آپ پڑھ کر دیکھیے بہت نور محسوس ہو گا، اپنے گھر والوں کو بھی ایک مضمون سنا دیجیے، اس میں بیس سبق ہیں، روزانہ ایک سبق سنائیں گے تو بیس دن میں کتاب ختم ہو جائے گی۔ ایسے ہی تعلیم الدین ہے، اس میں کھانے پینے کی، سونے جاگنے کی سنتیں ہیں، اس کا بھی اپنے گھروں میں مطالعہ کیجیے۔ محض آٹھویں دن کی خوراک پر بھروسہ نہ کریں کہ

آٹھویں دن جا کر بیان سن لیا۔ روزانہ پانچ منٹ کے لیے اپنے گھروں میں بھی اپنے اکابر کی کتابیں سنائیے، کیوں کہ گھر والوں کی اصلاح بھی ضروری ہے، اس کے لیے پانچ دس منٹ کا وقت نکالنا چاہیے۔

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کی منفرد عالمانہ وعاشقانہ شرح

اہل علم دوستوں کے لیے ایک علمی بات عرض کردوں۔ علامہ آلوسی نے ایک اشکال پیش کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ میں اِیَّاکَ نَعۡبُدُ ہے۔ اب ایک شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہے تو وہ واحد متکلم ہے یا نہیں؟ اس کو اَعۡبُدُ کہنا چاہیے لیکن نَعۡبُدُ پڑھ رہا ہے، جب نماز پڑھنے والا اکیلا ہے پھر اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کیوں کہہ رہا ہے؟ علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی کی جلد اوّل میں اس کا جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اَعۡبُدُ نہیں سکھایا جبکہ جانتے تھے کہ میرا یہ بندہ کبھی تنہا بھی عبادت کرے گا لیکن واحد متکلم کا صیغہ نازل ہی نہیں کیا تاکہ کہیں میرے بندوں میں انا پیدا نہ ہوجائے کہ میں عبادت کرتا ہوں، اس لیے ہم عبادت کرتے ہیں نازل فرمایا۔[۱۸] علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہوا کہ نَعۡبُدُ کہہ کر بندہ اقرار کرتا ہے کہ یااللہ! دنیا میں جتنے عبادت کرنے والے صالحین، صدیقین اور بڑے بڑے اولیاء اللہ ہیں ہماری ناقص عبادت ان کی عبادت میں شامل کرکے ہمارا بھی کام بنادیجیے، ہم طفیلی ہیں، ہمارا کھوٹا سودا، خراب سودا ان صدیقین اور صالحین کے عمدہ سودے کے ساتھ لگا کر اس کو بھی خرید لیجیے۔

علامہ آلوسی نے جلد اوّل میں ایک اور عجیب تفسیر لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کو مقدم کیوں کیا اور اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ[۱۹] کو مؤخر کیوں کیا؟ علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ مقدم کرکے اس میں ایک علاج اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ نازل کردیا کہ جب بندہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کہتا ہے کہ ہم آپ کی عبادت کرتے ہیں تو اس میں شانِ استقلال پیدا ہوتی ہے کہ میرے اندر عبادت کی طاقت ہے، میں بھی کچھ ہوں جبھی تو خدا کی عبادت کررہا

۱۸؎ روح المعانی: ۱/۸۸ الفاتحۃ (۴)، دار احیاء التراث، بیروت

۱۹؎ الفاتحۃ: ۴

ہوں۔ اس لیے آگے اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ لگا دیا تا کہ بندے میں شانِ فنائیت پیدا ہو جائے، شانِ استقلال نہ رہے اور بندہ یہ کہے کہ اے اللہ! میری عبادت آپ کی استعانت کی محتاج ہے، اس کے اندر لاحول ولا قوۃ الا باللہ چھپا ہوا ہے کہ ہم آپ کی توفیق کے بغیر آپ کی عبادت کی طاقت نہیں رکھتے۔

علامہ آلوسی نے ایک جواب تو یہ دیا اور دوسرا جواب یہ دیا کہ عبادت اللہ کو بندوں سے مطلوب ہے، اللہ بندوں سے کیا چاہتے ہیں؟ عبادت چاہتے ہیں۔ تو عبادت مطلوبِ خدا ہے اور استعانت کون چاہتا ہے؟ بندے چاہتے ہیں۔ یہ مطلوبِ خلق ہے۔ چوں کہ عبادت مطلوبِ خالق ہے تو مطلوبِ خالق کو مقدم ہونا چاہیے مطلوبِ خلق پر۔ اس لیے نَعْبُدُ مقدم ہے نَسْتَعِیْنُ پر۔[۲۰]

اسمائے حسنیٰ رحمٰن اور رحیم کی شرح

اب ایک چیز اور سن لیجیے، سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کے دو نام ہیں رحمٰن اور رحیم۔ علامہ آلوسی نے ان دونوں میں فرق بیان فرمایا ہے کہ رحمٰن کی شان میں جو رحمت ہے یہ اللہ کے لیے خاص ہے، کسی انسان کا نام رحمٰن رکھنا جائز نہیں ہے، لیکن رحیم خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نازل ہوا ہے۔ قرآنِ پاک کی آیت ہے بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ تو رحیم کا اطلاق مخلوق پر بھی ہو سکتا ہے لیکن رحمٰن کا اطلاق صرف خدا پر ہوتا ہے۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ[۲۱] اس کو اللہ کے نام سے پکارو یا رحمٰن کے نام سے پکارو۔ تو معلوم ہوا کہ رحمٰن کا نام اللہ کے ساتھ خاص ہے۔

دوسری بات علامہ آلوسی یہ فرماتے ہیں کہ رحمٰن کی صفت میں کبھی کبھی تمزز ہو جاتا ہے تکلیف کا جیسے کوئی شخص کڑوی دوا پی رہا ہے اور منہ بنا رہا ہے مگر دوا بھی اللہ کی رحمت ہے یا نہیں؟ کیوں کہ اللہ کے حکم سے اس دوا سے اس کو شفا ہو جائے گی۔ اسی لیے فرمایا

---

۲۰ روح المعانی: ۸۸/۱، الفاتحۃ (۴)، داراحیاء التراث، بیروت

۲۱ روح المعانی: ۶۴/۱، بنی اسرآءیل (۱۱۰)، داراحیاء التراث، بیروت

کہ رحمٰن کی صفت کا جب ظہور ہوتا ہے تو اس میں کبھی تکلیف بھی شامل رہتی ہے لیکن رحیم کی صفت کا جب ظہور ہوتا ہے تو بالکل عافیتِ کاملہ ہوتی ہے، اس میں تکلیف کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ علامہ آلوسی اس فرق کو بیان کرکے اللہ کو گواہ کرتے ہیں کہ یا اللہ! ہمارے اوپر رحیم والی صفت کا ظہور فرمایئے کیوں کہ ہم بالکل ضعیف ہیں، ہم پر عافیتِ کاملہ والی صفت کا ظہور فرمایئے۔ یہ نعمت نہیں دی جاتی مگر ان لوگوں کو جو اللہ کے ضعیف بندے ہیں۔ تو علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ یا اللہ! مجھے بھی ان ضعیف بندوں میں شامل فرمالے۔

بس دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب لوگوں کو، اس مجلس کو قبول فرمالے۔ اختر تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن اس نالائق کے ہاتھوں کو جن بزرگوں کے مقدس و مبارک ہاتھوں نے پکڑا ہوا ہے اللہ ان کی لاج رکھتے ہوئے ہمیں بھی اپنے فضل سے محروم نہ فرمایئے۔ آپ لوگ اتنی دور سے آتے ہیں آپ لوگوں کو بھی اللہ اپنے فضل سے مالا مال فرمائے اور ہمیں بھی آپ لوگوں کی برکت سے، اپنے فضل سے، اپنی رحمت سے مالا مال فرمائے، اللہ ہم سب کی سو فی صد اصلاح فرمادے، جس شعبے میں ہم مغلوب ہوں، عاجز ہوں اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتے ہیں کہ یا اللہ! اپنی توفیق خاص سے اپنے جذب پوشیدہ سے، اپنے مخفی جذب سے ہم کو کھینچ لیجیے اور ہم کو گناہوں کی طرف منجذب نہ ہونے دیجیے۔ اپنے غضب اور قہر کے اعمال سے ہمیں پیشاب اور پاخانہ سے زیادہ نفرت نصیب فرمایئے۔ ہم کو اپنے نام کی وہ لذت اور مٹھاس عطا فرمایئے جس کو آپ کے اولیائے صدیقین کی جانیں درآمد کرتی ہیں، اولیائے صدیقین کی جانیں جو لذت آپ کی یاد سے چکھتی ہیں ہم سب کی گناہ گار جانوں کو وہ لذت عطا فرمایئے تاکہ گناہوں سے نفرت ہم پر آسان ہو جائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❁❁❁❁

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو:

”اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہورہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمائیے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کردیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمائیے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتاہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرالوں گا۔“

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کرلیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بدپرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کرلیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا انتظام ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا سب سے آسان اور مختصر راستہ نفس کی حرام و ناجائز خواہشات یعنی گناہوں سے بچنا ہے۔ انسان جتنا اپنے نفس سے دور ہوتا ہے خدا سے قریب ہوتا ہے۔ اہل اللہ کی صحبت بابرکات کے بغیر گناہوں سے مکمل طور پر بچنا صرف مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ اسی لیے بزرگانِ دین ہمیشہ اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنے پر زور دیتے ہیں۔

لذتِ قرب پا کر تری ہم
لذتِ دوجہاں بھول جائیں
دربدر ڈھونڈتا ہے یہ اخترؔ
اہلِ دردِ محبت کو پائیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''قرب الٰہی کا اعلیٰ مقام'' میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا اعلیٰ ترین مقام حاصل کرنے کے طریقے ایسے پُر اثر اور موثر انداز میں بیان فرمائے ہیں جو قلوب میں اللہ تعالیٰ کے دریائے محبت کو موجزن کر دیتے ہیں جس کے باعث احکامِ دین پر عمل کرنا نہایت آسان ہو جاتا ہے۔